رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۸

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان
ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ ۱؎

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (۱۹۱۳ء) میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العالی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۶۱ | مورخہ ۳ فروری ۱۹۲۸ء | یوم جمعۃ المبارک | مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵




# حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ میاں عبدالسلام صاحب کی کامیابی

جنوری کے آخری ہفتہ میں ۲۸ کی شام کو مسلم یونیورسٹی علیگڈھ میں تقریروں کا ایک مقابلہ ہوا۔ جس میں ہندوستان کے کالجوں کے دو دو نمائندہ طالب علم مدعو تھے۔ موضوع زیر بحث یہ تھا۔ "کہ ہندوستان کی آئینی ترقی اور آزادی سے پہلے ملک کے مختلف طبقوں میں معاشرتی اتحاد ضروری ہے"۔ فیصلہ کے لئے مسٹر آصف علی صاحب بیرسٹر اور جناب سید غلام السیدین وائس پرنسپل ٹریننگ کالج علی گڈھ مقرر تھے۔

اسلامیہ کالج لاہور کی طرف سے دو نمائندہ طالب علم شریک ہوئے۔ جن میں سے ایک صاحبزادہ میاں عبدالسلام صاحب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ علی گڈھ جانے سے پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کرانے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ اور چند ہدایات بھی دیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ شیلڈ اور ٹرافی اسلامیہ کالج لاہور کے حصہ میں آئی۔ اور مولوی صاحب کو طلائی تمغہ ملا۔

ہم اس کامیابی پر مولوی صاحب اور ان کے خاندان کو مبارکباد کہتے ہیں۔ مفصل حالات آئندہ انشاء اللہ شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایام سفر کے لئے مولانا مولوی شیر علی صاحب کو جماعت قادیان کا امیر مقرر فرمایا۔ احباب حضور کے نام خطوط وغیرہ قادیان کے پتہ پر ہی بھیجتے رہیں۔ یہاں سے باقاعدہ ڈاک حضور کی خدمت میں روزانہ بھیجی جاتی ہے۔

جناب مولوی ذوالفقار علی خانصاحب ناظر اعلیٰ اپنے لڑکے حبیب اللہ کے رخصتانہ کے لئے معہ بعض اور بزرگوں کے میرٹھ تشریف لے جا رہے ہیں۔ ان کے بعد ناظر اعلیٰ حضرت میاں بشیر احمد صاحب ہوں گے۔

تازہ بارش کی وجہ سے سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ نمونیہ کے کیس ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳ر فروری ۱۹۲۸ء

## اچھوت اقوام کے متعلق مسلمانوں کا فرض!

ایک زمانہ تھا۔ کہ وہ بھی دستانِ قسمت جن کو اچھوت اور شودر کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ ہندوستان کے واحد مالک تھے۔ اور نہایت آزادی سے اپنی زندگی بسر کر رہے تھے آریوں نے یہاں آکر نہ صرف ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ بلکہ ان کو نہایت رذیل زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔ ان کے لئے ایسے ایسے قوانین وضع کئے جن سے ترقی کی تمام راہیں ان پر مسدود ہو گئیں اور آج روشنی کے زمانہ میں ہندوستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہیں۔ اور جن کی وجہ سے ہندوستان غیر مہذب ملک سمجھا جاتا ہے۔ اس کا اثر یہاں تک ہوا۔ کہ ترقی کرنے کے خیالات بھی ان کے دل و دماغ سے محو ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ ان کی پیدائش کی غرض ہی اعلیٰ اقوام کی خدمت کرنا ہے۔ اور اس لئے انہوں نے اپنی ترقی کی تمام جدوجہد ترک کر دی۔

اس عرصہ میں بھی جبکہ ہندوؤں کی سلطنت جاتی رہی اور دوسری قومیں ہندوستان پر حکمرانی کرتی رہیں۔ ہندوؤں نے ان کے وجود سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اور اپنی اکثریت کی بنا پر نظم و نسق حکومت میں کافی سے زیادہ حصہ حاصل کیا۔ حالانکہ یہ اکثریت محض انہی لوگوں کی بدولت تھی۔

اب جبکہ تمام دنیا میں آزادی کی ہوا چل رہی ہے۔ ان لوگوں کو بھی اپنی حالت کی اصلاح کا خیال پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے حقوق کی واپسی کا مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ اور اس کے لئے باقاعدہ جدوجہد جاری کر دی ہے۔ مگر یہ لوگ چونکہ تعلیم سے عام طور پر بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اور ایک لمبے عرصہ تک بے بسی کی زندگی گذارنے کی وجہ سے ان کے دل و دماغ میں وہ قوت اور زور نہیں رہا جس کی ہندوؤں جیسی ہوشیار اور تعلیم یافتہ قوم کے مقابلہ میں ضرورت ہے۔ اس لئے تمام ہی خواہ وطن بلکہ ہمدردان خلق کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ان غریب و بیکس لوگوں کی ہر ممکن مدد کریں۔ خود ہندوؤں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ نہ صرف یہ کہ ان کی راہ میں رکاوٹیں اور مشکلات پیدا نہ کریں۔ بلکہ ان کی کوششوں کو بارآور کرنے میں ان کے ممد و معاون ہوں۔

آج اکثر ہندو لیڈر اس بات کے معترف ہیں کہ ہندو شاستر موجودہ زمانہ میں قابل عمل نہیں رہے۔ اور ان کو ایک نئے مجموعہ قوانین کی ضرورت ہے۔ جو حالات زمانہ کے مطابق ہو۔ چنانچہ اس حقیقت کا اعتراف بھائی پرمانند جیسے کٹر آریہ سماجی بھی نہایت صاف الفاظ میں کر چکے ہیں۔ خود بانی آریہ سماج بھی ان شاستروں کی کافی سے زیادہ مذمت فرما چکے ہیں۔ اور شودر یا اچھوت لوگوں کا بھی یہی مطالبہ ہے۔ کہ چونکہ یہ شاستر ان کی تباہی کا موجب ہیں اس لئے گورنمنٹ ان کو ضبط کر کے ان کا راستہ صاف کر دے۔ کیونکہ جب تک ایسے شاستر دنیا میں رہیں گے۔ متعصب اور تنگ خیال ہندو ادنیٰ اقوام کے ساتھ خلاف انسانیت سلوک روا رکھنے سے باز نہ آئیں گے۔

پس جب آریہ سماج اور اچھوت اس نقطہ پر متحد ہیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اگر دونوں ہم آہنگ ہو کر آواز اٹھائیں۔ تاکہ کامیابی زیادہ آسان ہو سکے۔

اس کے متعلق مسلمانوں کا یہ فرض ہے۔ کہ ان لوگوں کی ہر ممکن طریق سے مدد کریں۔ جو ہندوؤں کے ستائے ہوئے ہیں اور ان کے سیاسی حقوق کی واپسی کی جدوجہد میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اس کے علاوہ ان کو اسلام میں لانے کی کوشش کریں۔ کہ حقیقی عزت ان کو مسلمان ہو کر ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ وہ خواہ کتنی بھی کوشش کریں۔ ہندو سوسائٹی میں ان کو وہ درجہ کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو اسلام انہیں دیگا۔ ممکن ہے وہ سخت کوشش اور تگ و دو کے بعد ہندوؤں سے اپنے سیاسی حقوق واپس لینے میں کامیاب ہو جائیں۔ مگر اس کے لئے ایک لمبے عرصہ تک جدوجہد کی ضرورت ہے۔ پھر حقوق حاصل کر لینے کے بعد بھی ہندوؤں کی آنکھوں میں ذلیل اور حقیر ہی رہینگے۔ اور تمدنی لحاظ سے نمایاں ترقی نہیں کر سکیں گے۔ مگر آغوش اسلام میں آنے کے بعد ان کے لئے تمام ترقیوں کی راہیں کھل جائیں گی۔ اور وہ ہر شعبۂ زندگی میں اپنی خداداد قابلیت کے مطابق ترقی کرتے جائیں گے۔ کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ذاتی شرافت اور اتقاء کو وجہ عزت قرار دیتا ہے۔ اور جس کے اندر ہر کلمہ گو اعلیٰ سے اعلیٰ رتبہ اور عزت حاصل کر سکتا ہے۔ مساوات کی اس بے نظیر تعلیم کے مقابلہ میں کوئی دوسرا مذہب ایسی تعلیم نہیں پیش کر سکتا۔ آریہ سماج ان مسلمان کہلانے والوں کو بھی مساوی حقوق نہیں دے سکتی۔ جو اپنا مذہب ترک کر کے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان مسلمانوں کے آباواجداد کو ہندوؤں کے بزرگ اپنی لڑکیاں دینے میں بھی تامل نہیں کیا کرتے تھے۔ درآنحالیکہ وہ مذہب اسلام کے متبع کہلاتے تھے۔ جب مسلمانوں میں سے مرتد ہونے والوں کے متعلق آریوں کا سلوک ایسا ہے تو اچھوت اقوام کو اگر وہ آریہ بھی ہو جائیں۔ تو وہ کیا دیں گے۔ جبکہ ان کو وہ اس قدر ذلیل اور حقیر سمجھتے ہیں۔ اور ہندو شاستروں میں ان کے متعلق ایسے ایسے قوانین موجود ہیں۔

## آریہ سماج اور مس ملر کی شدھی

آریہ سماجیوں کو شدھی کے متعلق جو تلخ تجربہ ہو رہا ہے وہ اس قابل ہے کہ ان کی آنکھیں کھول دے۔ لیکن وہ شدھی کے لفظ پر ایسے فریفتہ نظر آتے ہیں کہ خواہ انہیں شدھی کتنی ہی مہنگی پڑے وہ اس کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اس بات کی ذرا پروا نہیں کرتے۔ کہ شدھ ہونے والی ہستی کن حالات اور کن اغراض کے ماتحت شدھ ہونا چاہتی ہے۔ انہیں صرف اپنی تعداد میں اضافہ کرنے اور شدھی کا اعلان کرنے سے غرض ہوتی ہے۔

حال میں سابق مہاراجہ اندور امریکہ سے ایک لیڈی اس لئے لائے۔ کہ اس سے شادی کریں۔ لیکن جن پنڈتوں کے وہ معتقد تھے۔ انہوں نے اس لیڈی کو ہندو دھرم میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ اور بہت کچھ مالی منفعت کے وعدے کئے جانے کے باوجود انکار کر دیا لیکن کئی آریہ سماجیوں نے مہاراجہ صاحب کو تار کے ذریعہ مطلع کیا ہے۔ کہ وہ اس لیڈی کو شدھ کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہندو دھرم میں داخل کر کے مہاراجہ صاحب کے لئے اس کے ساتھ شادی کرنے کا موقعہ بہم پہنچا سکتے ہیں۔

اب یہ تو صاف بات ہے کہ مس ملر کی شدھی کی غرض صرف یہ ہے کہ مہاراجہ اندور اس سے شادی کر سکیں۔ اور وہ ہندو دھرم کے متعلق کوئی عقیدت اور اخلاص نہیں رکھتی۔ ایسی حالت میں آریہ سماج کا اس کی شدھی کے لئے بے تابی کا اظہار کرنا ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ اس کی غرض لوگوں کو ویدک دھرم کی صداقت سے آگاہ کرنا نہیں۔ بلکہ اپنی تعداد بڑھانا ہے۔ اور اس کے لئے وہ ہر جائز و ناجائز طریق پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے۔

لیکن اس شدھی کے متعلق ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ اور وہ یہ کہ آریہ سماج ایک سے زیادہ شادیوں کو جائز نہیں قرار دیتی۔ لیکن مہاراجہ صاحب اندور کی پہلی دو بیویاں موجود ہیں۔ پس اگر مس ملر کو آریہ سماجی شدھ بھی کر لیں۔ تو اس کے ساتھ مہاراجہ صاحب کی شادی کو کس طرح جائز قرار دیں گے۔ اور جب شادی کو جائز قرار نہیں دیں گے۔ تو پھر مس ملر کو شدھ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

## آریہ اور نو آریہ

نو آریوں نے آریوں میں اپنے لئے سوائے ذلت اور رسوائی کے اور کچھ نہ پا کر یہ کوشش شروع کی ہے۔ کہ وہ آریوں سے اپنے حقوق حاصل کریں۔ اور اس بات کا مطالبہ کریں۔ کہ جب انہیں شدھ کر کے آریہ بنایا جاتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہندوؤں کے گھروں میں پیدا ہونے والے آریوں کے مساوی ان کو

حقوق نہیں دئے جاتے۔ اسی غرض کے لئے انہوں نے پچھلے دنوں نوآریہ کانفرنس بھی منعقد کی تھی۔ آریوں نے در پردہ اس کی سخت مخالفت کی اور اس کے رستہ میں کئی قسم کی روکیں ڈالیں لیکن وہ کسی نہ کسی صورت میں ہو ہی گئی۔ اس نے کئی نوآریوں کی آنکھیں کھول دیں۔ اور انہیں بتا دیا کہ آریہ جو کچھ شدھی کے وقت بتاتے ہیں۔ وہ سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا چونکہ نوآریوں میں اب اپنی ذلت و رسوائی کا احساس روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس لئے آریوں نے یہ کوشش شروع کر دی ہے۔ کہ نوآریوں کا نام و نشان ہی مٹا دیا جائے۔ اور انہیں گمنامی کے گڑھے میں گرا کر اوپر آریہ سماجی ڈھکنا دیدیا جائے تاکہ اول تو وہ اپنے دکھوں اور مصیبتوں کے متعلق آواز ہی نہ نکال سکیں۔ اور اگر آہ و بکا کریں بھی۔ تو ان کی آواز کسی تک نہ پہونچ سکے۔

چنانچہ "آریہ گزٹ" (۲۱ر جنوری) لکھتا ہے:۔

"آریہ پرشوں کا کرتویہ ہے۔ کہ اس آریہ نوآریہ کی تفریق کو پیدا ہی نہ ہونے دیں۔ ورنہ اس کے پرینام اچھے نہیں نکلیں گے"۔

پرینام اچھے نہ نکلنے سے مراد سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ نوآریوں کو ان کے حقوق دینے پڑیں گے۔ جس کے لئے آریہ کسی صورت میں بھی تیار نہیں ہیں۔

## نوآریوں کا نام و نشان مٹانے کی تجویز

اسی کے ساتھ آریہ گزٹ لکھتا ہے:۔

"ایک اور بات جس کا انسداد شدھ شدہ بھائیوں کے جذب کرنے کے لئے ضروری ہے۔ ان کے نام کے ساتھ سابق نام کے دم چھلے کا دور کرنا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان اصحاب کے نام کے ساتھ جنہیں شدھ ہوئے درجن درجن سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ (سابقہ نام لکھے جاتے ہیں۔) پنڈت سیتہ دیو ۱۲ سال سے زیادہ عرصہ آریہ سماج میں رہا۔ لیکن اس کے نام کے ساتھ سے غلام حیدر کا دم چھلا دور نہ ہوا۔ اور آخر اسے واپس اسلام میں ہی لے گیا۔ پنڈت شانتی سروپ جی کے نام کے ساتھ اب تک محمد علی قریشی لکھا جاتا ہے۔ یہی حال دیگر شدھ ہوئے بھائیوں کا ہے۔ نہ معلوم یہ سابق کا دم چھلا کیوں ہمارے شدھ ہوئے بھائیوں کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔

خیر وجہ کچھ بھی ہو۔ جب تک شدھ ہوئے بھائیوں کے نام کے ساتھ یہ سابق لگا رہے گا۔ ہندو سوسائٹی میں ان کے جذب ہونے کے راستہ سے روکاٹیں دور نہ ہوں گی"۔

مطلب یہ ہے۔ کہ نوآریوں کا سابقہ نام و نشان مٹا دینا چاہیئے۔ تاکہ کوئی آریہ ان کو اپنی قوم اور مذہب سے جدا ہونے کی وجہ سے بے دست و پا دیکھکر انہیں نظر ترحم سے کبھی نہ دیکھ سکے۔ اور انہیں اپنی پھوٹی قسمت پر رونے اور آریوں کے پاؤں کی ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

کیا وہ نوآریہ جو ابھی تک آریہ سماجی جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آریوں کی اس قسم کی تجویزوں اور منصوبوں پر غور کر کے اپنے مستقبل کی بہتری کے لئے کوئی صورت اختیار نہ کریں گے۔ ہم انہیں مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ بہت جلد خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ ورنہ آریہ ان کے مٹانے میں کوئی کسر نہ رہنے دیں گے۔

## مہاراجہ اندور کو سکھ بننے کی دعوت

اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ کہ ہوشیار پور کے ایک سکھ بیرسٹر صاحب نے مہاراجہ اندور کو ایک تار ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اگر آپ کیج دہاری شکل میں سکھ دھرم کو قبول کریں۔ تو مس ملر سے شادی کرنے میں آپ کامیاب ہو سکیں گے۔ اور آپ کا بیاہ سکھ آنند میرج ایکٹ کی رو سے جائز ہو جائیگا۔

ہر ایک شخص کا حق ہے۔ کہ وہ دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کے لئے کوشش کرے۔ مگر تبلیغ کا یہ طریق ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کی جائیں۔ سردار صاحب موصوف کا پیش کردہ طریق ہر مدلل انسان کی نظر میں مذموم ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ سکھ دھرم ان لوگوں کی پشت پناہ ہے۔ جو ہندو دھرم میں رہ کر اپنی خواہشات کی تکمیل نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے سکھ دھرم ایسی راہیں کھول دیتا ہے۔ کہ وہ اپنی آرزوؤں کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور یہ بات کسی مذہب کے لئے نہایت افسوسناک ہے۔ سکھوں کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ مہاراجہ صاحب کے سامنے سکھ دھرم کی کوئی خاص خوبی پیش کر کے ان کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتے۔

## کمیشن کا بائیکاٹ کرنے والے مسلمان غور کریں

ہم یہ بات کئی بار بیان کر چکے ہیں۔ کہ سائمن کمیشن کے بائیکاٹ سے ہندوؤں کا قطعاً کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا نقصان صرف مسلمانوں کو اٹھانا پڑے گا۔ کیونکہ ہندو سالہا سال سے اپنے سیاسی مطالبات اعلیٰ طبقہ کے انگریزوں کے گوش گذار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور اس وقت ہندوستانی معاملات کے متعلق یوروپین لوگوں کو جو واقفیت حاصل ہے۔ وہ وہی ہے جو ہندوؤں نے ان تک پہنچائی۔ لیکن مسلمانوں کے متعلق وہ قطعاً ناواقف ہیں۔ اب اگر کمیشن کے سامنے بھی مسلمانوں نے اپنے مطالبات پیش نہ کئے۔ تو مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کی کوئی صورت نہ رہے گی۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اس طبقہ نے جس کی تاریں ہوشیار اور چالاک ہندوؤں کے ہاتھوں میں ہیں۔ اس بات کی کوئی پروا نہیں کی۔ اور وہ اسی بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ مل کر سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ہندو لیڈروں نے یہی فیصلہ کیا ہے۔

ادھر مسلمان تو اس طرح سائمن کمیشن کے خلاف کیل کانٹے سے تیار ہو رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی طرف سے تیار کئے جا رہے ہیں۔ ادھر ہندو لیڈروں کی یہ حالت ہے کہ کمیشن کے ممبروں کے علاوہ پریذیڈنٹ سے ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ریوٹر کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو سر جان سائمن کی دعوت میں شریک ہوئے۔ اور ان دونوں میں گھنٹوں گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔

کیا اس کا یہ نتیجہ نہ ہوگا۔ کہ مسلمان بیٹھے بٹھائے رہ جائیں گے۔ اور ہندو باوجود بائیکاٹ کرنے کے بہت کچھ حاصل کر لیں گے۔

## گورنمنٹ پنجاب توجہ کرے

راجپال مصنف رنگیلا رسولؐ کے متعلق مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کرنے والی جو کارروائیاں حکومت پنجاب کی آنکھوں کے سامنے ہوئیں۔ اور جن کے اشتعال سے مشتعل ہو کر بعض لوگ قانون کے شکنجہ میں گرفتار ہوئے۔ اور حکام نے ہندوؤں کو انصاف کا یقین دلانے کے لئے ان کو انتہائی سزائیں دیں ان کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ آریہ سماج نے اپنے دل آزار پروپاگنڈا کو برابر جاری رکھا ہے۔ جس زمانہ میں حکومت کی عدالتیں ان مسلمانوں کو جو آریہ سماج کے اشتعال کا شکار ہو چکے تھے سزائیں دے رہی تھیں اسی وقت راجپال کے نام سے ستیارتھ پرکاش (جس کے ۱۳ و ۱۴ سمولاس نہ صرف آریہ سماج کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ بلکہ آنے والی نسلوں کی نظر میں اس حکومت کے نام پر بھی بدنما دھبہ ہیں جس نے اس کتاب کو ضبط نہیں کیا) کم قیمت پر اور مفت تقسیم کی جا رہی تھی اور اس کے بعد اب تک کسی نہ کسی رنگ میں آریہ سماج اپنے اس پہلوان کے مسلم آزار کارناموں کا تذکرہ کرتی رہتی ہے جس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ملک معظم کی رعایا کے درمیان تنفر پھیلے۔ ملاحظہ ہو پرکاش لاہور ۱۵ر جنوری صفحہ ۲ کا ہم اس عبارت کو نقل نہیں کرتے کیونکہ اس کے مطالعہ سے ہر مسلمان کو غصہ آتا ہے اور حکومت کا ہر امن پسند بہی خواہ اسے گورنمنٹ کے فیصلوں کی تحقیر دیکھتا ہے۔ امید ہے کہ گورنمنٹ پنجاب اس سلسلہ کو بند کرا دیگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# خطبہ جمعہ

## ۲۰ جون کے جلسہ کیلئے تیاری

### از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸۔ جنوری ۱۹۳۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے یہ تحریک کی ہے۔ کہ ۲۰ جون ۱۹۳۸ء کو

### تمام ہندوستان میں جلسے

کئے جائیں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے تین عظیم الشان پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ اور یہ جلسے تمام ہندوستان کے علاقوں میں اور ہر زبان بولنے والے لوگوں میں کئے جائیں۔ میں نے

### ایک ہزار آدمی

کا اندازہ لگایا ہے۔ جو بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں لیکچر دے سکیں۔ آدمیوں کے لحاظ سے تو میں سمجھتا ہوں جس رفتار سے لوگ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ اور جس طرح اپنوں اور دوسروں میں تحریک ہو رہی ہے۔ وہ امید افزا ہے۔ اس وقت تک اپنی جماعت کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کی طرف سے بھی درخواستیں آئی ہیں۔ اور کل کی ڈاک میں ایک ہندو کی طرف سے پہلی درخواست پہنچی ہے۔ اور بعض دوستوں کی طرف سے اطلاعیں آئی ہیں۔ کہ کئی ہندو۔ سکھ اور عیسائی تیاری کر رہے ہیں۔ اس سے خیال ہے۔ کہ اگر زیادہ نہیں۔ تو ۵۰۔ ۶۰ یا ممکن ہے۔ سَو تک ایسے

### غیر مسلم اصحاب

بھی اپنے آپ کو پیش کر سکیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے پاکیزہ پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اس

### کام کی اہمیت

کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں۔ ابھی تک اس کے لئے پورے طور پر کوشش نہیں کی گئی

### پنجاب میں

ہماری جماعت خدا کے فضل سے اس طرح پھیلی ہوئی ہے۔ کہ ہر شہر اور بڑے قصبہ میں نہایت آسانی کے ساتھ لیکچر کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ یو۔ پی اور بہار میں بھی یہ انتظام کرنا کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے۔

### بہار میں

یو۔ پی سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ بہار میں زیادہ جماعت ہے۔ اور اس میں قابل آدمی اور ایسے آدمی جو دینی کام کرنے کے لئے وقت دے سکتے ہیں۔ موجود ہیں۔

### یو۔ پی میں

دو۔ چار جگہوں کے علاوہ ایسے آدمی موجود نہیں ہیں۔ جو اس طرح کام کر سکیں۔ مگر اس صوبہ کی زبان چونکہ اردو ہے۔ وہاں بھی آسانی سے کام کیا جا سکتا ہے

### صوبہ سرحدی

میں خدا کے فضل سے ہماری نہایت زبردست جماعت ہے۔ گو اس علاقہ کے باشندوں کی نسبت کم ہے۔ مگر پنجابی جو اس علاقہ میں رہتے ہیں۔ ان کو ملا کر اچھی تعداد ہے۔ وہاں کے باشندے ایسے ہیں۔ جو خاص خوبی رکھتے ہیں۔ اور ایک بات میں نے ان میں ایسی دیکھی ہے۔ جو اور جگہوں میں بہت کم نظر آئی ہے۔ کئی جگہ دیکھا گیا ہے۔ کہ اگر وہاں آپس میں اختلاف ہو جائے۔ تو ایک حصہ جماعت کا کام چھوڑ بیٹھتا ہے۔ لیکن اگر سرحدی صوبہ میں کسی جگہ ایسا اختلاف پیدا ہو۔ تو کوئی حصہ کام نہیں چھوڑتا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ جوش سے دونوں کام کرتے اور ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میرے

### نقطہ نگاہ

سے اور میرا نقطہ نگاہ اس بارے میں زیادہ محفوظ ہے۔ کیونکہ میں ایک جماعت کا امام ہونے کے لحاظ سے ان باتوں کو خوب سمجھ سکتا ہوں۔ جو جماعت کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ صوبہ سرحدی کی جماعتوں میں یہ بہت بڑی خوبی ہے۔ پس گو صوبہ سرحدی میں جماعت کم ہے۔ مگر ایسے قابل اور سرگرم کارکن موجود ہیں۔ جن کے لئے جلسوں کا انتظام کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اسی طرح

### صوبہ بنگال

ہے۔ تعداد کے لحاظ سے پنجاب کے بعد بنگال کی جماعت ہی ہے۔ اور کام کرنے کے لحاظ سے بھی وہاں احمدی بہت جوش رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے علاقہ میں آرگنائزیشن خوب کی ہوئی ہے۔

### علاقہ سندھ

میں بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ گو اس علاقہ کی زبان مختلف ہے مگر وہاں چونکہ کئی سال سے ہماری طرف سے تبلیغ ہو رہی ہے اس وجہ سے وہاں انتظام کرنا بھی آسان ہے۔ مگر ان علاقوں کو چھوڑ کر سارا علاقہ بمبئی۔ مدراس۔ برار۔ میسور۔ بڑودہ وغیرہ ریاستیں ان علاقوں میں ہماری جماعتیں نہایت قلیل تعداد میں ہیں۔ اور جہاں جماعتیں قلیل تعداد میں ہیں۔ وہاں

### ایک اور مشکل

یہ بھی ہے۔ کہ وہاں کی زبانیں ہماری زبان سے مختلف ہیں یو۔ پی اور بہار میں جماعتیں کم ہونے کے باوجود انتظام آسان ہے۔ کیونکہ ان علاقوں میں اردو زبان بولی جاتی ہے۔ مگر جہاں تامل۔ تلنگو۔ مرہٹی۔ مالاباری زبانیں بولی جاتی ہیں۔ وہاں انتظام کرنا زیادہ مشکل ہے۔ مگر جلسے تبھی مفید ہو سکتے ہیں جب

### ہزار کی تعداد

میں نہیں۔ بلکہ کم از کم ہزار بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ہوں۔ اگر صرف ہزار کی تعداد میں جلسے کرنے ہوں۔ تو صرف دو ضلعوں گورداسپور اور سیالکوٹ میں کئے جا سکتے ہیں۔ مگر فائدہ اور اثر تبھی ہو سکتا ہے جب ہزار بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں جلسے ہوں۔ اور ہر زبان میں ہوں۔

اسی طرح

### برہما میں

بھی انتظام مشکل ہے۔ کیونکہ وہاں کی زبان اور ہے۔ اور جماعت کم ہے۔ پس نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر علاقہ کی احمدی جماعتیں اس کے متعلق خاص کوشش کریں اور اپنے اپنے علاقہ میں

### مرکزی جماعتیں

قائم کریں۔ یہ کام جس کی تحریک کی گئی ہے۔ کوئی معمولی کام نہیں۔ بلکہ بہت بڑا ہے۔ اور اس کے لئے بہت وقت اور بہت بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ کسی جگہ صرف جلسہ کر دینا کافی نہیں ہوگا۔ ہر جگہ میلاد کے جلسے ہوتے ہیں۔ مگر ان کا لوگوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور ان میں نئی زندگی نہیں پیدا ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ

### میلاد کی نوعیت

اور ہے۔ محض میلاد میں مسلمان ثواب کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے لوگ نہیں آتے۔ مگر یہ جلسہ جس کی تحریک کی گئی ہے۔ اس لئے ہے۔ کہ دوسروں کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ پھر میلاد کی یہ غرض نہیں ہوتی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کو اس دنیا کے لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ بلکہ یہ ہوتی ہے۔ کہ بعض مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے مگر ہمارے ان جلسوں کی غرض یہ ہوگی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو غیر مذاہب کے سامنے پیش کیا جائے اور ان کو بتایا جائے۔ کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کا اعتراض کرنا فضول ہے۔ یہ

## کونے کا پتھر

ہے۔ جو اس پر گرے۔ وہ بھی چور چور ہو جاتا ہے۔ اور جس پر یہ گرے وہ بھی چور چور ہو جاتا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے۔ اس وقت آپ جس پر گرتے۔ وہ چور چور ہو جاتا۔ اب یہ زمانہ آیا۔ کہ لوگ آپ پر گرتے ہیں۔ اب ان کو یہ بتانا ہے۔ کہ آپ چونکہ کونہ کا پتھر ہیں۔ اس لئے جو آپ پر گرے گا وہ بھی چور چور ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی میں جس پر حملہ کرتے۔ اس پر فتح پاتے۔ بلکہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ پر جو حملہ کریگا۔ وہ بھی مغلوب ہی ہوگا۔ اس کے لئے ہماری جماعت کو ایسی باد تند سخت بگولہ اور پر زور طوفان بننا ہوگا۔ جو ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگوں کو ہلا دے۔ پس ان جلسوں اور میلاد کے جلسوں میں

## بہت بڑا فرق

ہے۔ ایک سو سال کے میلاد بلکہ پانچ سو سال کے میلاد بلکہ ہزار سال کے میلاد بھی وہ کام نہیں کر سکتے۔ جو یہ جلسے جو میرے مد نظر ہیں۔ کر سکتے ہیں۔ میلاد آقا اور غلام کے تعلقات کا اقرار ہے۔ اور وہ بھی علیحدگی میں۔ مگر یہ جلسے اس اقرار کے لئے ہوں گے۔ کہ ہمارا آقا ایسی چیز نہیں ہے۔ کہ ہم اُسے چھپا کر رکھیں۔ ہم اُسے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ آؤ اسے دیکھ لو۔ اور اس کی خوبیوں کو پرکھ لو۔ پس میلاد تو ایسی محبت کا اظہار ہے۔ جو گھر میں بچہ سے کی جاتی ہے مگر یہ جلسے ایسا

## کھلا چیلنج

ہے۔ جیسے سپاہی میدان جنگ میں کھڑا ہو کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ آؤ۔ میں مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر یہ چیلنج ایک مذہب کا دوسرے مذہب کو نہیں۔ نہ اسلام کا دوسرے مذاہب کو ہے بلکہ یہ ایک مقدس ہستی کا دوسرے بنی نوع انسان کو ہے۔ اس لئے ہم یہ چیلنج دینے والوں میں غیر مذاہب کے لوگوں کو بھی شامل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہم انہیں

## خوش آمدید

کہتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح ہم دنیا کو یہ بتائیں گے۔ کہ آپؐ کو خدا تعالیٰ کا رسولؐ ماننے والے ہی چیلنج نہیں دیتے۔ بلکہ جو اس حد تک آپؐ کو نہیں مانتے۔ جو ماننے کا حق ہے۔ وہ بھی چیلنج دے رہے ہیں۔

ایک تو ان جلسوں کا یہ مقصد ہے۔ جو کسی اور جلسہ سے پورا نہیں ہو سکتا۔

## دوسرا مقصد

ایک اور ہے۔ جس میں

## مسلمانوں کا چیلنج

دنیا کو ہے۔ پہلی صورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چیلنج دنیا کی ہستیوں کو ہے۔ اس میں اور لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ دنیا کے لوگوں کا اکثر حصہ شریر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک

## اکثر لوگ شریف ہیں

اسی طرح میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جو یہ کہتے ہیں

## ہندوؤں میں سے

اکثر لوگ شریر ہیں۔ بلکہ میں ان میں سے ہوں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوؤں میں سے اکثر شریف ہیں۔ اسی طرح میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جو یہ کہتے ہیں۔

## عیسائیوں میں سے

اکثر حصہ شریر ہے۔ بلکہ ان میں سے ہوں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کا اکثر حصہ شریف ہے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ شریفوں کا طبقہ دوسروں سے دبا ہوا ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ان کی دبی ہوئی آواز کو بلند کریں۔ ان جلسوں کے ذریعہ ہندوؤں کی وہ کثرت جو اپنے اندر شرافت رکھتی ہے۔ اور صلح کے لئے تیار ہے۔ اس کو جرأت دلائیں گے۔ اور اس کے حوصلے بڑھائینگے تاکہ ایسے لوگوں کے سامنے آنے سے

## مذہب اور ملک پر اثر

پڑے۔ فتنہ انگیز لوگ دب جائیں۔ اور ملک میں امن قائم ہو سکے۔ اسی طرح عیسائیوں اور یہودیوں کی کثیر تعداد جو شریف اور امن پسند ہے۔ مگر دوسروں سے دبی ہوئی ہے۔ اس کو بلند کریں گے۔ تاکہ شریروں کی آواز دب جائے۔ اور شریفوں کی کثیر التعداد کھڑی ہو جائے۔

پس ان جلسوں کے ذریعہ ہمارا ان لوگوں کو جو فتنہ انگیز ہیں چیلنج ہوگا۔ ہم انہیں بتائیں گے۔ ہم اس لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ شریروں کو دبا دیں۔ اور شریفوں کی جو ہر قوم و مذہب میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مدد کریں۔ تاکہ

## ملک میں امن

قائم ہو۔ پھر ہمارا چیلنج ان لوگوں کو ہوگا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر حملہ کرتے ہیں۔ ہم انہیں کہیں گے تمہاری غرض اگر یہ ہے۔ کہ مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہو جائیں۔ تو یہ غلط ہے۔ ہم اور زیادہ آپ کے قریب ہوں گے۔ اور کوئی

## انسانی ہاتھ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں الگ نہیں کر سکتا۔ یہ مقاصد خاموش جلسوں سے پورے نہیں ہو سکتے۔ ان کے لئے آگ

کی ضرورت ہے۔ مگر وہ آگ نہیں۔ جو جلا دیتی ہے۔ بلکہ وہ آگ جو پکانے والی ہے۔ پس

## ہم آگ پیدا کرینگے

مگر فساد اور لڑائی کی آگ نہیں۔ بلکہ وہ آگ جس سے عمدہ غذائیں پکتی ہیں۔ تاکہ امن قائم ہو۔ اس کے لئے

## بڑے بھاری آرگنائزیشن

کی ضرورت ہے۔ اور تمام قوموں سے تعاون کی ضرورت ہے زیادہ تر ان صوبوں میں جن کی زبانیں ہم سے مختلف ہیں۔ یو۔ پی۔ بہار۔ پنجاب اور سرحد میں بھی ضرورت ہے۔ مگر زیادہ تر بمبئی۔ مدراس۔ سی۔ پی۔ برہما۔ مالابار کے متعلق ہے۔ ان علاقوں کی احمدی جماعتوں کو اپنی

## مرکزی انجمنیں

بنانی چاہئیں۔ یوں بھی ایسی مرکزی انجمن کی ضرورت ہے صوبہ بنگال کے احمدیوں نے ایسی انجمن بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح دوسرے تمام صوبوں میں بھی ہونی چاہئیں۔

پھر دوسری انجمنوں کو خواہ وہ ہندوؤں کی ہوں۔ یا سکھوں کی۔ عیسائیوں کی ہوں یا پارسیوں کی تعاون کے لئے کہنا چاہئیے پھر اپنے اپنے صوبوں کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کی لسٹ بنا کر دیکھنا چاہئیے۔ کہ ان میں سے ہر ایک میں ۲۰ جون ۱۹۲۶ء کو جلسے کرنے کا انتظام ہو گیا ہے۔ یا نہیں۔ اور کالجوں کے طلباء کو طیار کرنا چاہئیے۔ اس تحریک کے مذہبی اخلاقی اور تمدنی فوائد کے علاوہ سیاسی فوائد بھی ہیں۔ پس ضرورت ہے۔

## ایک نظام

کی۔ یہاں مرکز میں بھی اس کام کے لئے بہت سے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ خط و کتابت کثرت سے کی جائے گی۔ مختلف زبانوں میں اشتہار شائع کئے جائیں گے۔ بہت سی زبانیں جاننے والے یہاں موجود ہیں۔ وہ اگر اپنے آپ کو اس لئے پیش کریں۔ کہ روزانہ کچھ گھنٹے وہ اس کام کے لئے دیا کریں گے۔ تو بغیر زائد عملہ کے بہت سا کام ہو سکتا ہے۔ مگر جو اپنے نام پیش کریں۔ وہ ایسے ہوں۔ جو کام کرنے والے ہوں۔ بعض ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے ذَوق کے مصرعہ کی طرح یہ طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ کہ جب میری طرف سے کوئی تحریک ہو۔ وہ اپنا نام پیش کر دیں۔ مگر کبھی کام نہیں کرتے۔ اس طرح پیش کرنا فضول ہے۔ وہ لوگ اپنے نام لکھائیں۔ جو کام کریں۔ ہر زبان کے لوگ اگر اپنے آپ کو پیش کریں۔ تو مفید ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس طرح خط و کتابت کے ذریعہ تمام ملک میں جوش کی لہر پیدا کی جا سکتی ہے۔

اگر ان جلسوں کا یہی نتیجہ نکل آئے۔ کہ ایک ہزار مسلمان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائف پڑھ لے۔ تو کتنا فائدہ ہوگا۔ اس کے لئے وہ

## سیاسی آدمی

بھی تیار ہو جائیں گے۔ جو عام مذہبی جلسوں میں نہیں جاتے اور جب وہ اس مضمون پر لیکچر دینے کے لئے تیاری کریں گے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ان میں پیدا ہو جائے گی۔

پس میں یہاں کی جماعت اور باہر کی جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ابھی سے اس بات کا انتظام کریں۔ کہ ہر جگہ اور ہر طبقہ کے لوگ لیکچر دے سکیں۔ یوں تو ایک ہزار آدمی یہاں سے اور اردگرد کے گاؤں سے مہیا ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی تعجب نہیں۔ قادیان سے ہی ایک ہزار آدمی ایسے مل جائیں۔ لیکن اس کا فائدہ نہیں ہوگا۔ یہاں سے لوگ۔ کلکتہ۔ مدراس۔ ڈھاکہ اور رنگون نہیں جا سکتے۔ اور اگر ان علاقوں میں یہاں سے آدمی بھیجیں۔ تو چار پانچ سال کی آمدنی ان کے آمدورفت کے خرچ پر ہی صرف ہو جائے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر علاقہ میں مرکزی جماعتیں پیدا ہوں۔ اور وہ اپنے علاقوں کے لئے خود آدمی کھڑے کریں۔ ہمارا کام یہ ہے۔ کہ ہم ٹریکٹ اور ہدایات شائع کریں۔ مگر ان کو پھیلانا دوسری جماعتوں کا کام ہے۔

## راہون میں جلسہ

۱۲ر جنوری کو زمینداران تحصیل نوانشہر کا جلسہ زیر صدارت چوہدری افضل حق صاحب ایم۔ ایل سی راہون میں منعقد ہوا۔ جس میں حاجی غلام احمد خان صاحب نے اصلاح کے متعلق اپنا ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے لیکچرار کی اصلاح کے لئے خاص توجہ دلائی۔ کہ وہ گورنمنٹ کے متعلق ایسے رنگ میں بولا کریں جس میں اپنے مطالبات کا اظہار متانت اور سنجیدگی سے ہو نیز سائمن کمیشن کے متعلق بھی لوگوں کو زور سے توجہ دلائی کہ اس کا بائیکاٹ نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے سامنے اپنے مطالبات رکھے جائیں۔ تاکہ انہیں علم حاصل ہو۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بائیکاٹ کا ریزولیوشن پیش ہی نہیں کیا گیا۔ نیز اس خبر کی بزور تردید کی جاتی ہے۔ کہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کے زمیندار کے پرچہ میں جو سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے متعلق خبر درج ہے۔ وہ تمام زمینداروں کی آواز نہیں ہے۔ بلکہ کسی خاص جگہ چند افراد نے یہ آواز اٹھائی ہے۔ جو کہ تمام ضلع کی نمائندہ نہیں ہو سکتی

غلام قادر خان از نگر ۔ دیلہ

# جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۹۲۷ء

## ایک متلاشی حق کی نظر میں

گذشتہ سے پیوستہ

### جماعت احمدیہ کی اطاعت امام

میں نے ایک اور بات بڑے غور کے ساتھ دیکھا وہ یہ تھی۔ کہ سارا گروہ۔ سارا سلسلہ۔ سارا ہجوم۔ سارا انبوہ اُس پاک نفس خلیفہ کی ایک چھوٹی انگلی کے اشارہ پر چل رہا ہے ہر شخص سر تسلیم خم کرتا ہوا۔ اور اپنے امام کی محبت میں رنگین ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جہاں دیکھو۔ خلیفہ کی محبت و ایثار نفسی کا چرچا۔ آج اگر ہم اپنی تنظیم پر نظر ڈالیں۔ تو شرم سے مونہہ چھپانا پڑتا ہے۔ یوں زبردستی اپنے مونہہ میاں مٹھو خواہ کوئی بنے مگر مجھے تو اس امر کا کافی تجربہ ہے۔ خدا لگتی کہونگا۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم کے مقابلہ میں ہمارا حصہ عشر عشیر بھی نہیں۔ مجھے کئی انجمنوں اور سوسائیٹیز کی پریذیڈنٹی اور سیکرٹری شپ کا موقعہ ملا ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ اور اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ کہاں تک ہماری تنظیم ہے۔ کہاں تک اپنے امیر جماعت کی بات ماننا یا احکام پر سر جھکانا ہمیں آتا ہے۔ بس جانے دیجئے خود ضمیر دل سے اس کا جواب لے لیں بیچیر قلم سے نہ لکھوائیں۔

میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے متعلق اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ یہ شخص قلم کا دھنی بھی ہے۔ تقریر کا اعلےٰ درجہ کا ماہر بھی۔ اور تنظیم کا اعلےٰ درجہ کا گورنر بھی۔

### امام جماعت کے ایک معمولی اشارہ کا اثر

مجھے جس بات پر لرزہ سا پیدا ہو گیا۔ وہ اُس کے ایک ادنےٰ اشارہ کی تنظیمی قوت تھی۔ جس سے معلوم کرنے والا معلوم کر سکتا ہے کہ آئندہ آپ کے زبردست اشاروں اور احکام کا آپ کی جماعت پر کیا اثر اور کیا ہیبت ہوگی۔ سٹیج گاہ جو عام سامعین مجمع کے لئے تیار کی گئی تھی۔ وہ گیارہ نمبر تھی۔ اور بنانے والوں کا اندازہ تھا۔ کہ اس میں پندرہ۔ سولہ ہزار آدمی ضرور فراغت کے ساتھ بیٹھ سکیں گے۔ مگر حالت یہ ہوئی۔ کہ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی تقریر ہونے والی تھی۔ اس قدر جم غفیر ہوا۔ کہ نہ صرف جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو بھی جگہ نہ رہی۔ بلکہ یہاں تک نتیجہ کا رُخ بدلا۔ کہ لوگ بے نیل مرام واپس چلے گئے۔ اور جو بیت تشنہ کام اور عاشق تقریر خلیفہ تھے۔ وہ غریب باہر ہی رہ گئے

### نفسا نفسی کی حالت

پہلے دن کا واقعہ خود میرے ساتھ ایک عجیب پیش آیا جس کو یہاں لکھدینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ تا آئندہ کے لئے اس کا بھی انتظام خاطر خواہ ہو سکے پہلے ہی دن جبکہ بھیڑ بھاڑ میں کھوے سے کھوا چھلے کا مضمون در پیش تھا۔ بھلا نقار خانہ میں طوطی بچاری کی آواز ہی کون سن سکتا تھا۔ اور وہ طوطی غریب بھی پھر غیر احمدی بیچارہ بھی بدقسمتی سے باہر رہ گیا۔ اور خلیفہ صاحب کی تقریر شروع ہو گئی۔ مجھے اتنا رنج و غم ہوا۔ کہ قریب تھا مجھے اس غم سے غش آ جائے۔ کیونکہ میرا مقصد میرا مدعا اور میری غرض صرف اسی ایک تقریر کا سننا تھا۔ جو مجھے فیروزپور سے یہاں تک کھینچے ہوئے لائی تھی اور وقت نفسا نفسی کا مضمون تھا۔ وہ فیروزپور کی جماعت کے لوگ جن کے ذمہ میری جگہ اور رہائش کا انتظام ان کا اخلاقی فرض ہونا چاہیئے تھا وہ بھی اس وقت ایسے بے تاب تھے۔ کہ مجھے چھوڑ وہ بھی علیحدہ بھٹک گئے۔ اب حالت غربت کا احساس و وقت مجھ پر طاری ہوئی۔ خدا تم کسی پر بھی نہ لائے۔ میں سٹ پٹایا ہوا کبھی ادھر کے دروازے پر کبھی اُدھر کے دروازے پر جاتا تھا۔ تا اندر داخل ہو سکوں۔ اور اپنی پیاس کو جو مجھے اس پیاری تقریر کے سننے کے لئے لگی ہوئی تھی۔ اور جس سے میرا دم لب پر تھا۔ بجھاؤں۔ مگر کوئی موقعہ ہاتھ نہ آیا۔ اس پر میں سٹیج کے دروازے پر آیا۔ جہاں سے اسی شخص کو گذر نے دیتے تھے۔ جس کے پاس سٹیج کا ٹکٹ یا اجازت کا رقعہ ہوتا تھا۔ لیکن مجھ غریب کے پاس کس کی اجازت یا کس کا رقعہ یا ٹکٹ تھا؟ صرف خدا تم کے پاک بندے کی تقریر سننے کا ٹکٹ تھا۔ جو دل کے پردوں میں نہاں تھا۔ میں نے ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم کا وظیفہ پڑھکر ایک دم سٹیج کے دروازے سے اپنے آپ کو گذارنا چاہا۔ مگر وہاں میری بدقسمتی سے ایک فوجی شخص جو شاید صوبیدار تھے۔ کھڑے تھے مجھ سے تحکمانہ لہجہ میں زور سے دریافت کرنے لگے۔ کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا۔ خلیفہ صاحب کے پاس۔ کہنے لگے۔ ٹکٹ یا رقعہ کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ ٹکٹ دل کے غلاف میں لپٹا ہوا ہے۔ اُنہوں نے اس جواب پر نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ وہ دھکا مجھے رسید کیا۔ کہ میں سٹیج کے دروازے سے باہر آ گیا۔ اس وقت میری جو حالت ہوئی۔ ناظرین اخبار خود اندازہ لگا لیں۔ میں غریب باہر ایک طرف کھڑا ہو رہا۔ اور دل ہی دل میں جلسہ گاہ کے بنانے والوں کو کوسنے لگا۔ اتنے میں سٹیج سے میری مصیبت کی داد اور اُس دھکے کی داد جو صوبیدار صاحب نے مجھے رسید کیا۔ یوں زبانِ محمود سے مل رہی تھی۔ کہ مجھے منتظمین جلسہ گاہ پر افسوس ہے۔ جنہوں نے اتنی تنگ جگہ بنائی۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ سال سابقہ سے زیادہ جلسہ گاہ کا انتظام کرتے کیونکہ خدا تم کا وعدہ ہے۔ کہ سال بسال اس سلسلہ میں ترقی ہوگی میں اُن سے اس امر میں Explanation مانگونگا۔

یہ آواز مجھ تک جب پہونچی۔ تو میں نے اُسی وقت سامنے پارک میں جاکر دو رکعت نفل پڑھے۔ اور آج اس امر کا اظہار کر رہا ہوں۔ یا میں نے اسی وقت اس دھکے کی کہانی شیخ محمد اسماعیل سر ساوی اور بہت سے دیگر اکابرین سے جو بعد میں وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔ عرض کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی۔ کہ منتظمین اخلاق و حلم کے درخشندہ نمونہ ہونے چاہئیں حضرت کے الفاظ کا یہ اثر ہوا۔ کہ وہی جلسہ گاہ جو پندرہ سولہ ہزار سے زیادہ اپنے اندر گنجائش نہ رکھتی تھی۔ راتوں ہی رات میں انگی منتظمین اور سکول کے طلباء کے ہاتھوں پندرہ بیس ہزار کے مجمع کے لئے کشادہ کر دی گئی۔ کیا سردی کی راتیں اور پھر اس پر یہ مشقت اور یہ محنت شاقہ۔ اور پھر سکول کے طلباء کی سرفروشانہ جد و جہد قابلِ تسلیم شمشیر اخلاق نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔ میں یہاں اپنے ان نوجوان دوستوں کو محبت اور معتقدانہ کیفیت وا نداز کی داد دئے بغیر نہیں رہتا۔ جنہوں نے اپنے امام کی آواز کی یہ قدر و منزلت کی۔ کہ اپنی جانوں اور نفسوں کے آرام کو یک قلم خیرباد کہدیا۔

## ملاقات کا نظارہ

اب میں ملاقات کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ ملاقات کا وقت معین ہے۔ جماعت پر جماعت نمبر وار اپنے خلیفہ کی ملاقات کو مقرر کردہ کمرے میں جا رہی ہے۔ اور ملاقات سے بہرہ اندوز ہو رہی ہے۔ یہاں مجھے اپنے دوست شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی کا دلی شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے میری بہت مدد کی۔ اور مجھے وقت دلوادیا۔ کہ میں آپ سے فیروزپور کی جماعت کے ہمراہ جاکر ملاقات کروں۔ اور آپ کے پاس بیٹھا رہوں۔ جس وقت میں فیروزپور کی جماعت کے ہمراہ حضور والا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو حضور نے دیکھتے ہی نہایت لطف و عنایت سے ازراہ شفقت فرمایا۔ کہ شائد آپ اشرف خاں صاحب کے رشتہ دار ہیں۔ میں نے کہا نہیں جناب میں اشرف خاں صاحب کا رشتہ دار تو نہیں۔ ہاں ہم دونوں محلہ میں قریب قریب رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس خیال میں مستغرق ہو گیا۔ کہ اللہ اللہ۔ کہاں تک خیال ہے اور کتنی کتنی معمولی باتوں کو ایسا عظیم الشان انسان دریافت کرتا ہے۔ اور یادداشت کا یہ حال کہ معمولی سے معمولی باتوں کو بھی ذہن سے فراموش اور علیحدہ نہیں کرتا۔ اس معمولی سی بات میں مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا۔ ہو گیا۔ کیا اس معمولی اور نہایت چھوٹی سی بات کے دریافت کرنے سے اور پھر اس شخص سے کہ جو غیر احمدی ہے۔ حضور کے وسیع اخلاق۔ ہمدردی و مساوات کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ میرے دل میں یہ بات کالنقش فی الحجر ہو گئی۔ کہ جہاں غیروں کے ساتھ یہ حسن سلوک ہو رہا ہے۔ وہاں اپنوں کے ساتھ کیا طریق ہو گا۔ اور جس کا مزید تجربہ بھی وہیں بیٹھے بیٹھے ہوتا گیا۔ جو شخص آپ سے ملنے آتا۔ آپ اُس سے نہایت ہی اخلاق و مروت اور مشفقانہ بزرگانہ سے اُس کی خیریت دریافت کرتے۔ اور نہ صرف خیریت بلکہ گھروں کی خیریت۔ بچوں کی خیریت اور وہاں کی جماعت کی خیر و عافیت معلوم کرتے۔ اور ساتھ ہی خندہ پیشانی سے جب تک بھی آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیٹھا رہتا۔ خود اُس سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے۔ اور جیسا سوال ہوتا نہایت متانت اور مہربانی سے اُس کا ویسا ہی جواب ارشاد فرماتے۔ ہونٹوں پر تبسم ہوتا۔ جواب تک مجھے یاد آتا ہے اور میں سرشار سا ہو جاتا ہوں۔

ناظرین یہ ایک غیر احمدی کے خیالات ہیں۔ اور اس کے قلم سے ہیں۔ احمدی معتقدین کی کیا حالت ہوگی۔ جو شخص بھی آتا۔ اس سے تبسم نما چہرہ سے گفتگو فرماتے۔ اگلا خواہ مخواہ اس روحانیت کے ربانی مجسمہ کے مد مقابل خود بخود موم ہو جاتا۔ میں متواتر آدھ گھنٹہ تک حضور کے قریب بیٹھا رہا۔ لوگ آپ سے مصافحہ کرتے اور میں یہ دیکھتا تھا کہ آپ امیر و غریب سے کس قسم کی گفتگو ارشاد فرماتے ہیں میرا مطمح نظر جو تھا۔ وہ ناظرین سے پوشیدہ نہیں رہا۔ میں تو تحقیق کی نظروں سے آنجناب کی ہر حرکت کو دیکھ رہا تھا مگر آخر راستی موجب رضائے خداست۔ میں خواہ مخواہ تعصب کی عینک آنکھوں پر لگا کر سراسر جو راستی سے دور ہو جاؤں اور دیکھوں کچھ اور لکھوں کچھ۔ تو میرا کیا انجام ہوگا۔ میں اُن اندھا دھند مکفرین میں سے یا اُن بد زبان دریدہ دہن شپر مثال انسانوں سے نہیں۔ جو خواہ مخواہ دوسروں کو خوش کرنے یا دنیاوی وجاہتوں کی وجہ سے خدا کے نیک بندوں پر کفر کے فتوے جڑتے ہیں۔ مجھے تو صرف ایک مسئلہ میں اختلاف ہے۔ اور بموجب حدیث شریف۔ کہ امت کا اختلاف بھی باعث رحمت ہوا کرتا ہے۔ اسی امر کی تحقیق میں ہوں۔ کہ آیا حضور سرکار الانبیاء تاجدار مدینہ صلعم کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے۔ یا نہیں۔ جس کے متعلق عنقریب ایک ٹریکٹ شائع کرونگا۔ جس میں میرے خیالات کا مجموعہ ہوگا رہا یہ امر کہ میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے والوں اور اس پر کامل یقین رکھنے والوں اور نیز دیگر ارکان اسلام پر اعتقاد رکھنے والوں کو دوسروں کی دیکھا دیکھی۔ اور رسماً رسمی کافر کہہ دوں۔ خداتعالٰے مجھے اس سے بچائے

## امیر و غریب سے برابر سلوک

آخر حضرات میں نے یہ دیکھا۔ کہ اس دربار خلافت میں امیر اور غریب کا درجہ برابر ہے۔ بلکہ امیر تو پھر چونکہ تعلیم و علم سے مزین ہوتا ہے۔ حفظ مراتب کا خیال بھی رکھتا ہوا ادب و احترام سے گفتگو کا لہجہ برتتا تھا۔ مگر ایک دیہاتی آتا ہے۔ اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر منٹوں آپ سے عجیب عجیب باتیں کہتا ہے۔ آپ ہیں۔ کہ اُسے اُس امیر سے بھی زیادہ شفقت سے اُس کی باتوں کا خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہیں۔ ایک بات جو مجھے عجیب نظر آئی۔ وہ حضور والا کی چشمہائے مبارکہ کی پرکیف مخموری تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا آپ نیم باز آنکھوں سے اپنے مخاطب پر مسمریزم کا اثر ڈال رہے ہیں۔ اس مسمریزم سے کہیں ناظرین وہ مسمریزم نہ تصور کرلیں۔ جو ایک دنیاوی عمل ہے۔ بلکہ یہ وہ مسمریزم کا اثر ہے۔ کہ جس سے انوارِ الٰہی مترشح تھے۔ آنکھوں میں سرخ اور سپید ہی رنگت کے ڈورے کچھ عجیب لطف دے رہے تھے۔ ان باتوں پر کم سخنی گویا سونے پر سہاگہ تھی جس وقت میں نے آپ کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا۔ تو میرے دل میں یہ یقین سا ہو گیا تھا۔ کہ آپ زیادہ باتیں کرنے اور زیادہ گفتگو کرنے کے عادی ہیں۔ لیکن یہ میرا خیال اس وقت غلط نکلا۔ جبکہ ملاقات کے وقت میں نے دیکھا۔ کہ سوائے ایک آدھ لفظ کے اور کچھ نہ فرماتے۔ زیادہ تر یہی ہوتا تھا کہ "اچھا میں دعا کروں گا" زیادہ گفتگو کسی سے خود نہ فرماتے۔ ان دوسروں کے سوال کا جواب دیتے۔ آخر آدھ گھنٹہ کے بعد میں نے بھی جو کچھ حضور سے عرض کی۔ وہ آپ نے نہایت محبت سے سُنی۔ اور فرمایا۔ دعا کریں گے۔ یہ الفاظ ہیں۔ جن کو میں دل کے پردوں میں جگہ دیتا ہوا آپ سے اجازت لے کر باہر چلا آیا۔

میں ایک اور بات بھی پیش کرتا ہوں۔ ایک دن مرزا گل محمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو مرزا امام دین صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ حلفیہ اور قسمیہ خدا کو حاضر ناظر خیال کر کے مجھے یہ بتائیں۔ کہ آپ کا حضرت مرزا صاحب کے متعلق کیا خیال ہے کیونکہ آپ مرزا امام الدین صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ جنہوں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی ہے۔ اس پر آپ نے کہا۔ کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ ضرور کہونگا۔ کہ میرے والد صاحب نے غلطی کی۔ جو حضرت صاحب کی مخالفت کی اور یہ کہ محمدی بیگم والی پیشگوئی جیسا کہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا ہے۔ لفظ بلفظ اپنے وقت پر پوری ہوئی۔

میرا تو ارادہ تھا۔ کہ ابھی اور لکھوں مگر مضمون طویل ہو گیا۔ اس لئے کسی اور وقت پر ملتوی کرتا ہوں۔ (چوہدری) محمد ابراہیم فیروزپوری غیر احمدی

# سندھ پراونشل احمدیہ کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز

سندھ کے تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ براہ کرم مندرجہ ذیل تجویز کے متعلق اپنی آراء بہت جلد مجھے ارسال فرما کر ممنون فرماویں۔ یہ تجویز مدت سے میرے دل میں موجزن ہے۔ کہ صوبہ سندھ کے احمدی احباب کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں تمام صوبہ کے احباب حصہ لیں اور سندھ میں جماعت کی بہتری اور تبلیغ اسلام کے متعلق تجاویز پر غور کیا جائے۔ سندھ ایک اسلامی صوبہ ہے جس میں ۷۵ فیصدی کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ سندھ سے ہی اسلام ہندوستان میں آیا۔ اس لئے سندھ کے احمدی احباب پر خصوصیت سے یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ سندھ میں کما حقہ تبلیغ کے ذرائع سوچیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ سندھ کے متعلق حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کشف بھی احباب کو یاد ہوگا۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے۔ کہ سندھ میں بفضلہ تعالیٰ احمدیت کو عظیم الشان ترقی اور کامیابی حاصل ہو۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غایت درجہ رحیم و کریم ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کی مشیت کے ماتحت حتی المقدور عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اور وہ نیک نتائج جو اس ارحم الراحمین نے پہلے سے ہی مقدر کر رکھے ہوں۔ انہیں اپنے بندوں کی ناچیز کوششوں کے صلہ میں محض اپنے فضل سے عطا فرمائے۔ پس جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوا ہے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ کوشش کرنی نہایت ضروری ہے۔ اس لئے اگر صوبہ سندھ کی سب احمدی انجمنیں متفقہ طور پر سندھ میں سلسلہ حقہ کی تبلیغ کے لئے کوشاں ہوں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ماتحت اور حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح کی پاک دعاؤں سے ہماری ناچیز اور حقیر کوششیں بطریق احسن بار آور ہوں۔

اسی ضمن میں یہ عاجز بطور مثال کے عرض کرتا ہے کہ اندرون سندھ کے لوگ بالعموم اردو سے ناآشنا ہیں۔ اور اس لئے سلسلہ حقہ کی تبلیغ ان تک کما حقہ پہنچنے کے لئے ذرائع محدود ہیں۔ پس اگر تمام احمدی انجمنیں پسند کریں۔ تو ایک ماہوار رسالہ سندھی زبان میں میر مرید احمد خاں صاحب مولوی عالم کی آنریری خدمات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جاری کیا جائے۔ اور ایسے ہی اور مفید تجاویز متفقہ طور پر عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مرکز پر اپنی اہمیت ثابت کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ کہ تمام صوبہ کی انجمنیں ایک متفقہ پروگرام مرکز میں سندھ کی بہتری اور بہبودی کے لئے پیش کریں۔ اس عاجز کی رائے میں مرکز سے بھی سندھ کی طرف کافی توجہ نہیں ہوتی۔ جیسی کہ دیگر صوبہ ہائے ہندوستان کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حال ہی میں تمام ہندوستان کا دورہ فرمایا۔ مگر صرف سندھ کو نظر انداز کر دیا۔

الغرض صوبہ سندھ کی احمدیہ ایسوسی ایشن کا قائم ہونا نہایت ضروری ہے اور یہ عاجز اس تحریر کے ذریعہ سے سندھ کی تمام احمدی انجمنوں اور جہاں انجمنیں قائم نہیں وہاں کے احباب سے درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ بہت جلد اس عاجز کو سندھ پراونشل احمدیہ کانفرنس کے منعقد کرنے کے متعلق اپنی رائے سے مستفید فرمائیں۔ تاکہ اگر سب احباب متفق ہوں تو مجلس مشاورت سے پیشتر کسی مرکزی مقام (مثلاً حیدر آباد) پر بفضلہ تعالیٰ کانفرنس کا انعقاد کیا جائے۔

خاکسار نیاز محمد احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ گارڈن کوارٹر ہیگ سٹریٹ کراچی

# بانی بہائیت کا دعوائے الوہیت

## قابل توجہ اہل اسلام

ہندوستانی بہائی مرزا حسین علی صاحب (بہاء اللہ) کے دعوی الوہیت کے انکار پر طبعاً مجبور تھے۔ فطرت انسانی بہمہ وجوہ معمولی انسان کو جامۂ الوہیت پہنانے کے لئے طیار نہیں۔ مگر اب جوں جوں ان پر بہائیت کا رنگ چڑھ رہا ہے۔ وہ اس فطرتی آواز کو رد کر کے جناب بہاء اللہ کو خدا بنا رہے ہیں۔ نئے بہائی ابتداء سے ہی جماعت احمدیہ کی باطل سوز سرگرمیوں کا مقابلہ افتراء سے کرتے رہے ہیں۔ جب جماعت احمدیہ نے جناب بہاء اللہ صاحب کو مدعی ربوبیت ثابت کیا۔ تو ان لوگوں نے یہ شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ بالکل غلط ہے۔ وہ محض انسان تھے۔ یہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ کئی کوتاہ اندیش ان کی اس چال میں آگئے۔ اور انہوں نے حقیقتاً بہاء اللہ صاحب کو صرف مدعی مسیحیت و مدعی الہام قرار دیکر ہم سے لو تقول الآیۃ کے وعید کی تطبیق چاہی۔ حالانکہ یہ سب بہائی غلط بیانی کے کرشمے تھے۔ تاکہ عوام کی فریب دہی میں وقت پیش نہ آئے۔ ورنہ بہاء اللہ صاحب کا دعوئے خدائی تو ایک ظاہر بات ہے۔

کوکب ہند کے تازہ پرچہ (یکم جنوری ۱۹۳۷ء) میں ایک مضمون "موعود کل ادیان" کے متعلق شائع ہوا ہے جس کے پڑھنے سے ہر ذی فہم کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ بہاء اللہ صاحب کی الوہیت بہائیت کا مغز ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے حسب ذیل آیات و حدیث کو بہاء اللہ کی آمد پر چسپاں کیا ہے:۔

۱۔ "جاء ربک والملک صفا صفا اے محمد (صلعم) تیرا رب آئے گا اور ملائک صف بصف"

۲۔ "یدبر الامر یفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون۔ تدبیر کرتا ہے امر کی اور آیات کی تفصیل کرتا ہے۔ محض اس لئے کہ تم اپنے رب سے ملاقات کا یقین کرو"

۳۔ "وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ۔ اس دن بہت سے چہرے شگفتہ ہوں گے۔ جلوہ جمال الٰہی کو روبرو دیکھیں گے"

۴۔ حدیث "ستروں ربکم کالبدر التام فی لیلۃ اربعۃ عشر۔ عنقریب تم اپنے رب کو برملا دیکھو گے۔ جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو" (کوکب صہ ۲۶)

اب قطع نظر اس کے کہ یہ آیات و حدیث بہاء اللہ یا کسی اور انسان پر چسپاں ہوتی ہیں۔ یا صرف خداوند تعالیٰ جل شانہ کے لئے مخصوص ہیں۔ اور ان کا کسی دوسری جگہ پر محمول کرنا محض تحکم ہے۔ ہم مسلمانوں سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اب بھی بانی بہائیت کے دعوئے الوہیت میں کوئی اشتباہ باقی ہے؟ ان آیات میں جہاں جہاں "رب" کا لفظ آیا ہے۔ کیا اس سے بجز خالق الارض والسماء کوئی اور ذات مراد ہو سکتی ہے؟ جب نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر اہل بہاء کا ان آیات کو بہاء اللہ صاحب پر چسپاں کرنا چہ معنی دارد؟ کیا اس سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت نہیں ہو گیا۔ کہ اہل بہاء اپنے مقتداء کو خدا بصورت انسان مانتے ہیں؟

خاکسار

اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان

## کان کی تمام بیماریوں (اشتہارات)

نیسٹ بہراپن - کم سننے - کان بچوں یا بڑوں کے بہنے - بھاری پن - سوزش - زخم - خشکی - کھجلی - آوازیں ہونے وغیرہ پر صفۂ دنیا پر مشہور اکسیر دوا المب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے - جس پر ہزارہا انگریز اور ڈاکٹر تک لٹو ہیں - بصرہ - بغداد - ساؤتھ افریقہ وغیرہ تک جس کی خاص شہرت ہے فی شیشی ۱۲ء ملک ہند میں تین شیشی طلب کرنے پر محصولڈاک معاف - ہوشیار نقالوں سے ہوشیار اپنا پورا پتہ صاف لکھئے - ہمارا پتہ یہ ہے -

**بہراپن کی دوا المب اینڈ سنز پیلی بھیت یوپی**

## ملکی صنعت کا قابل دید نمونہ

### مقبول عام مشین سیویاں نو ایجاد
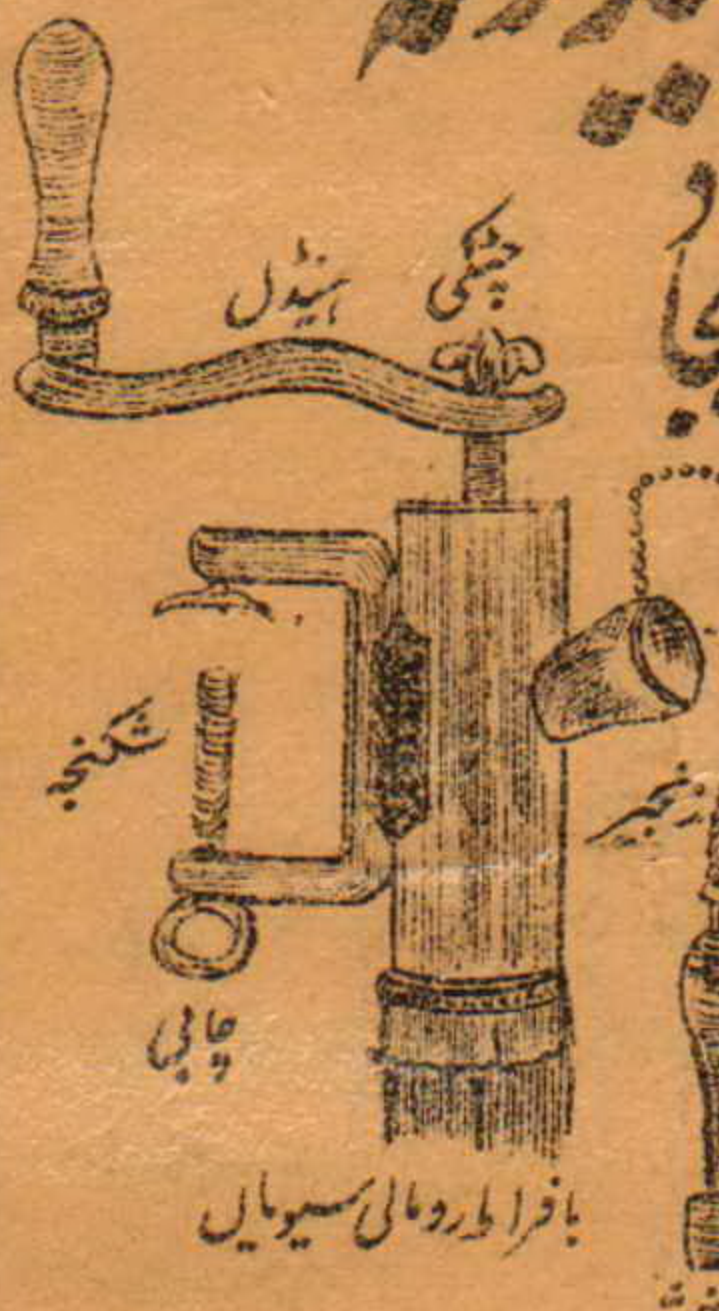
نکل پلیٹڈ - خوبصورت اور دیدہ زیب مضبوط اور پائیدار کم وزن قلیل القیمت - سیدہ دھکیلنے کے لئے خوبصورت پرزہ (ٹپشر) لگایا گیا ہے - ہر مشین کے ہمراہ موٹی و باریک دو چھلنیاں ارسال کی جاتی ہیں - مروجہ مشینوں کے تمام عیوب و نقائص یکسر رفع کر دئے گئے ہیں - اور بفضل خدا ہم دعویٰ کر سکتے ہیں - کہ اس سے بہتر مشین سیویاں نہ مل سکے گی - قیمت مشین کلاں (قطر ۲ انچ) صرف ۳ مشین خورد (قطر ۱½ انچ) ۸ دیگر اخراجات بذمہ خریدار

علاوہ ازیں ہمارے ہاں ہر قسم کی مشنیری اور زراعتی آلات عمدہ مضبوط ہر لحاظ سے قابل تسلی تیار ہوتے ہیں - تفصیلات کے لئے ہماری باتصویر فہرست بحوالہ اخبار مفت طلب فرمائیے :

**ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشنیری - احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)**

## بے اولادوں کو اولاد!

مکرمہ والدہ صاحبہ کی ادویہ سے مایوس عورتیں بھی اولاد حاصل کر چکی ہیں - لہذا آپ کو اگر سینکڑوں روپیہ برباد کرنے کے باوجود ابھی تک اولاد کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا - تو ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں - انشاء اللہ ضرور آپ کی مراد پوری ہوگی -

قیمت فی بکس صرف چار روپیہ (للعہ) علاوہ محصولڈاک -

نوٹ :- آرڈر دیتے وقت مفصل حالات تحریر فرما دیں جو کہ پوشیدہ رکھے جائیں گے :

پتہ

سید خواجہ علی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

## سندھ انجینئرنگ کالج سکھر (سندھ)

میں قلیل عرصہ میں اوورسیر اور سب اوورسیر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے

آج ہی پرنسپل سے پراسپکٹس طلب فرمائیے -

## حب اٹھرا

کا نام

### محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں - یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے - یا مردہ پیدا ہوتے ہیں - ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے - یہ گولیاں آپکی مجرب و مقبول و مشہور ہیں اور ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں - وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں - ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچے ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے - قیمت فی تولہ عہ (ایک روپیہ چار آنہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں جو ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائے گا :

ملنے کا پتہ

**عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب**

## دو کنال سکنی زمین باموقع

محلہ دار العلوم میں نور ہسپتال کے سامنے برلب سٹرک بورڈنگ ہائی سکول فروخت ہوتی ہے -

قیمت کا تصفیہ میرے ساتھ یا حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جاسکتا ہے - قیمت نقد ادا کرنی ضروری ہوگی

**خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی مولوی فاضل قادیان**

## تحائف پشاور

### مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں اور مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی قنادیز کلاہ پشاوری دگاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں - مال پسند نہ آنے پر محصولڈاک کاٹکر قیمت واپس دی جاویگی - یا اس کے بدلے حسب منشاء خریدار کو دوسری چیز دی جاوے گی :

المشتہر

**غلام حیدر میاں محمد احمدی جنرل مرچنٹ بازار کریم پورہ پشاور**

# ہندوستان کی خبریں

——— نئی دہلی ۲۵ - جنوری - معلوم ہوا ہے - کہ مجلس مستقلہ مالیات حکومت اس تجویز پر غور کر رہی ہے - کہ آئندہ مالی سال کے دوران میں شاہی کمیشن کے لئے ۶۹۱۰۰۰ روپیہ منظور کیا جائے +

——— دہلی ۲۵ جنوری - معلوم ہوا ہے - کہ دہلی کے مسلمان صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں اس مطلب کی ایک درخواست ارسال کرنے والے ہیں - کہ آئندہ انتخابات میں صرف ایسے مسلمانوں کو رکن بنایا جائے - جو انگریزی دان ہیں +

——— کلکتہ ۲۳ - جنوری - تھرڈ پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے پورٹ ٹرسٹ ریلوے کے ایک دربان کو اس الزام میں چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی ہے - کہ اس کے قبضہ سے ۳۷۵ اونس کوکین برآمد ہوئی ہے جس کی قیمت ۴۰ ہزار روپیہ ہے -

——— الہ آباد ۱۹ - جنوری - ہائیکورٹ میں ایک عجیب مقدمہ پیش ہوا - ایک سادھو نے ایک نوجوان عورت کو جس کا شوہر عرصہ بارہ سال سے لاپتہ تھا - یقین دلایا - کہ میں ہی تیرا اصل شوہر ہوں چنانچہ ایک سال تک دونوں میں زن وشوئی کے تعلقات رہے آخر راز کھل گیا - مقدمہ عدالت میں گیا - جہاں سے اُسے چار سال قید بامشقت اور سزائے تازیانہ دی گئی - ہائیکورٹ نے فیصلہ کو تسلیم کیا - مگر سزا میں تخفیف کر کے ایک سال کر دی -

——— پٹیالہ ۲۸ - جنوری - آج بعد از دوپہر امام بخش اور گنگا پہلوانوں کی کشتی کا تماشا دیکھنے کے لئے تیس ہزار آدمیوں کا اجتماع ہوا - کئی والیان ریاست اور اعلےٰ عہدیداران حکومت بھی موجود تھے - امام بخش کو فتح حاصل ہوئی - کشتی سات منٹ سے زیادہ نہیں رہی -

——— پٹیالہ ۲۹ - جنوری - آج سہ پہر کے وقت گاماں اور زبسکو کی کشتی بالکل یک طرفہ ثابت ہوئی - دونوں پہلوانوں کو اکھاڑے میں اترے ابھی ایک منٹ بھی نہیں ہونے پایا تھا - کہ گاماں نے زبسکو کو ٹانگ سے کھینچ کر نیچے گرا لیا - اور دوسرے منٹ کے اندر اندر اُس کی چھاتی پر سوار ہو گیا - زبسکو نے نیچے آکر ہر چند مدافعت کی کوشش کی - مگر اُس نے اپنے تئیں بالکل مجبور پایا - جب گاماں نواب حمید اللہ خاں والئے بھوپال سے رستم دوران ہونے کا نشان نقرئی گرز لینے لگا - تو زبسکو سخت بد دل ہو کر غسل خانے میں جا گھسا - اور کہنے لگا - کہ گاماں شیر مرد پہلوان ہے -

——— جموں ۲۸ - جنوری - آج بسنت کے موقعہ پر دربار منعقد ہوا - ہز ہائی نس مہاراجہ جموں و کشمیر نے ایک فرمان کے ذریعہ سے مہاراجہ پونچھ کو پونچھ کی جاگیر اور راجہ کے لقب سے سرفراز فرمایا کیونکہ حال ہی میں راجہ پونچھ کے بڑے بھائی سکھ دیو سنگھ کا کسی وصیت کے بغیر انتقال ہو گیا تھا -

——— نئی دہلی ۲۸ - جنوری - شنبہ کے دن تقریباً بیس ہوائی جہازوں نے اروک زئی کے علاقہ میں ہوائی تاخت کی جو کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی - تمام ہوائی جہاز بخیر خوبی اپنے صدر مقام کی طرف لوٹے +

——— بنارس ۲۷ - جنوری - ممالک متحدہ کے اچھوتوں کی کانفرنس کا اجلاس میرٹھ میں ۱۹ اور ۲۰ فروری کو منعقد ہوگا مجلس استقبالیہ بن گئی ہے - اور لالہ لاجپت رائے کو اس کانفرنس کا صدر مقرر کیا گیا ہے

——— بمبئی کرانیکل دہلی کو باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے - کہ سر محمد شفیع ریاست خیرپور کے قانونی مشیر مقرر کئے گئے ہیں

——— سنڈے ٹائمز کو معلوم ہوا ہے - کہ سر لیزلی ولسن گورنر بمبئی کے قائمقام وائسرائے ہند بنائے جانے پر آپ کی جگہ سر چونی لال مہتہ کو بمبئی کا قائمقام گورنر بنایا جائیگا - آپ گورنمنٹ بمبئی کے ممبر خزانہ ہیں +

——— دھاریوال مل میں مزدوروں کے ساتھ میں مہتروں نے بھی ہڑتال کر دی ہے - وہ کہتے ہیں - کہ انگریزوں اور بابوؤں کی ٹٹی صاف نہ کریں گے -

——— اضلاع مراد آباد - بجنور اور نینی تال میں پلیگ سے سخت آفت نازل ہو رہی ہے - اور کاشی پور ضلع نینی تال تو شہر خموشاں بنا ہوا ہے - لوگ سخت مصیبت میں ہیں - ضلع بجنور کے قصبات سوہارہ - ستپورا اور تاج پور میں بھی پلیگ کا سخت زور ہے - اور سلیم پور گڈھی میں بھی وبا پھیل رہی ہے -

——— سلیم کی ایک اطلاع مورخہ ۲۶ - جنوری مظہر ہے - کہ یہاں فرقہ دار مفاہمت کی تکمیل اس طرح ہو گئی - کہ مسلمانوں نے تسلیم کر لیا - کہ وہ مساجد کے سامنے باجا بجانے پر ہندوؤں کے ساتھ کوئی مزاحمت نہ کریں گے - بجز مندرجہ ذیل اوقات کے - بقرعید کے زمانہ میں ایک شب رمضان کے دنوں میں ہر جمعہ کے دن ۱۲ بجے سے ۳ بجے دن تک یہ مفاہمت ایک نمائندہ میٹنگ کے اندر منظور ہو گئی - جو میونسپل چیئرمین کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی +

——— بمبئی ۲۷ - جنوری - ہندوستانی وفد ڈاکٹر میک کی زیر صدارت روانہ ہو گیا ہے - جو بوشہر - بصرہ - بغداد اور بیروت میں جائیگا +

——— ماسکو ۲۷ - جنوری - لیونڈ نوویکاف کو جو ماورائے کوہ قاف کے تجارتی کمسریٹ کے افسر خاص تھے - اس جرم میں کہ انہوں نے طفلس میں چند تاجروں کو ناجائز طور پر لائسنس دیدئے تھے - اور ان سے رشوت لی تھی - گولی سے مار دیا گیا -

# ممالک غیر کی خبریں

——— پیرس ۲۵ - جنوری - اعلیٰحضرت تاجدار افغانستان علیا حضرت ملکہ معظمہ کی معیت میں یہاں وارد ہوئے ہیں -

——— الاتحاد - قاہرہ میں حجاز کے متعلق ایک اطلاع شائع ہوئی ہے - جس میں بتایا گیا ہے - کہ حجاز میں مصفا پانی کے حاصل کرنے کی غرض سے حکومت حجاز نے ایک انگریزی کمپنی کو پانی صاف کرنے کی مشین لگانے کو کہا ہے - چنانچہ کمپنی نے مشین نصب کرنے کے لئے اپنے انجنیئر مقرر کر دئے ہیں +

——— لنڈن ۲۵ - جنوری - ملک پر ایک عجیب قہر آسمانی نازل ہو رہا ہے - کبھی شدید طوفان آتے ہیں - کبھی بے حد بادل - اولے اور برف پڑتے ہیں - اطراف لنڈن میں بے شمار موٹر کاریں اور لاریاں ہوا سے اڑ گئیں - مقام ہارلے کے قریب ایک ٹرین (مزدوروں کی گاڑی) تباہ ہونے سے بال بال بچ گئی - کیونکہ لائن پر سینکڑوں ٹن مٹی اور پتھر اوپر سے ٹوٹ کر آ پڑے تھے - دریائے ٹیمز میں بھرپور اسیلاب آ رہا ہے - اور بعض مقامات میں وہ کئی کئی میل لبریز ہو رہا ہے - چشائر میں بہت علاقہ غرقاب ہو گیا - مویشیوں کی لاشیں بھی آ رہی ہیں - الغرض آفت ہی آفت ہے +

——— مصری جرائد کی اطلاعیں مظہر ہیں - کہ تاجدار افغانستان نے اپنے قیام مصر کے دوران میں مصری دارالکتب کو قدیم افغانی سکوں کی ایک خاصی تعداد عطا فرمائی - اور جدید سکوں کا بھی ایک مجموعہ عنایت کیا - جس میں سونے چاندی اور تانبے کے نقود تھے - آپ نے فارسی اور افغانی زبان کی کتابیں بھی دیں اور ایک افغانی تفسیر بھی عنایت فرمائی - نیز مصر کے دارالآثار العربیہ کے لئے تین افغانی بندوقیں اور دو تلواریں دی ہیں - یہ سب چیزیں افغانی مصنوعات اور ان کے بنائے جانے کی تاریخ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اواخر سے متعلق ہے -

——— چین کے جنگی لارڈز کی ایک کانفرنس پیکن میں بلائی گئی ہے - تاکہ جنگ و جدل کا چین سے خاتمہ کر دیا جائے اس امر کی کوشش بھی کی جا رہی ہے - کہ پیکن سول اور جنگی ایڈمنسٹریشن کو علیحدہ کر دیا جائے -

——— نکاراگوا ۲۶ - جنوری - جھیل نکاراگوا میں واقعہ جزیرہ میں ایک آتش فشاں پہاڑ ہے - اس پہاڑ کے دامن میں جو مواضعات تھے - ان کے باشندے جزیرہ کو چھوڑ کر خشکی کی طرف بھاگ رہے ہیں کیونکہ پہاڑ کی گونج اردگرد کئی میلوں میں سنی جاتی ہے - اور اس میں سے لاوا بہہ رہا ہے +

——— پیرس ۲۷ - جنوری - شاہ امان اللہ خان نے پیرس کے غربا کی امداد کیلئے - ایک ہزار پونڈ کا عطیہ مرحمت فرمایا ہے +